۷۸۶

دارالعلوم اور دیوبند کی
تاریخی شخصیات

مشاہیر دارالعلوم، حکماء، شعراء اور ۷۰ دانشوران دیوبند کی مختصر سوانح، علمی کارنامے، نمونۂ کلام،
مع اضافات سو سالہ خاندانی علمی تاریخ، سوانح مصنف، نایاب تحریرات حکیم الاسلام و مکتوبات مشاہیر عالم اسلام۔

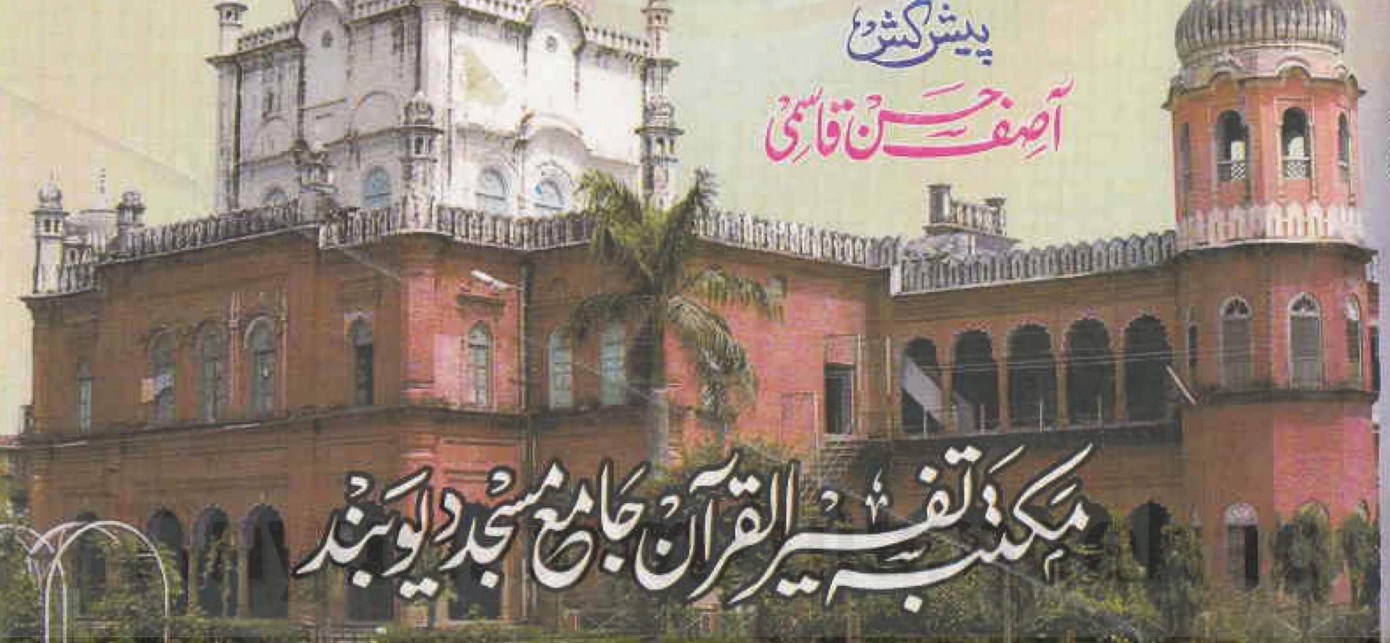
مصنّف

مولانا خورشید حسن قاسمی

رفیق دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

پیشکش

آصف حسن قاسمی



مکتبہ تفسیر القرآن جامع مسجد دیوبند

مرحوم کی زیادہ تر تقاریر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ پر منعقدہ ملک کے مختلف سیمینار اور آل انڈیا ریڈیو میں ہوئیں۔ جو کہ نہایت جامع اور مسحور کن ہوتیں اور شاہ جی کے خاص لہجے میں مخاطب کر پوری طرح اپنی جانب کھینچ لیتے۔ بہر حال مرحوم موصوف عظیم صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ مرحوم کی اہم تصانیف میں سے حیاتِ انور، (جو کہ والد حضرت شاہ صاحبؒ کی سوانح حیات ہے) اور اس کے علاوہ مجاہدین آزادی کی تاریخ پر، سفینۂ وطن کے ناخدا اور سیرت حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور تاریخی شخصیات کے حالات پر مشتمل ''یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ'' نامی کتب ہیں۔ جو کہ ادب و صحافت کا مرقع اور اپنے موضوع پر کامل و مکمل ہیں۔ مرحوم کی وفات ۲۷ رنومبر ۱۹۸۵ء کو دیو بند میں ہوئی،

پسماندگان میں دو صاحبزادے مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب ملک کے ممتاز عالم دین اور صحافی میں سے ہیں، ایک صاحبزادے جناب وجاہت شاہ قیصر بھی کامیاب صحافی ہیں۔ باقی دو صاحبزادے جناب راحت شاہ قیصر صاحب اور اطہر شاہ نصر صاحب بھی ملی کاموں میں مشغول ہیں۔

مولانا عامر عثمانی دیو بندیؒ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ تجلی دیو بند

آپؒ کی ذات گرامی علمی اور ادبی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپؒ دیو بند کے معروف علمی و ادبی، خانوادہ خاندان عثمانی سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے والد ماجد جناب مولانا مطلوب الرحمٰن عثمانی صاحبؒ دیو بند کے ممتاز عالم دین اور اپنے دور کے اولیاء اللہ میں سے تھے۔ مولانا عامر عثمانی دارالعلوم دیو بند کے مایہ ناز فضلاء میں سے ہیں۔ مرحوم موصوف نے فراغت کے بعد اپنی توجہات اور دلچسپیوں کا موضوع ادب اور صحافت بنایا اور منفرد طرز کی تحریرات و نگارشات سے دنیا کی خدمت میں مشغول رہے۔ اگر چہ مرحوم موصوف کے بعض نظریات و خیالات اور تحریرات سے علمی اعتبار سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن مرحوم کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ملت کے بعض مسائل میں وہ دوسروں سے بہت زیادہ سبقت لے گئے ہیں تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر ردّ بدعت اور

ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں ادبی، صحافتی، علمی اپنے دور کے کثیر الاشاعت ماہنامہ تجلی میں ردّ بدعت کے سلسلہ میں مستقل طور پر نذرات اور گراں قدر مقالات اور مضامین عالیہ سے جس طرح سنت کا دفاع کیا وہ تاریخ کا ایک بے مثال کارنامہ ہے۔ چنانچہ مذکورہ ماہنامہ میں قسط وار شائع ہونے والے مضمون مسجد سے مے خانہ تک میں ہیں۔ مرحوم موصوف نے جس طریقہ سے بدعت اور اہل بدعت کی قلعی کھولی ہے وہ ایک عظیم کارنامہ ہے، اسی وجہ سے مسلسل علمی حلقوں کی جانب سے اصرار کے بعد مرحوم نے مذکورہ مضامین کو ''مسجد سے مے خانہ تک'' کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع کیا اور ردّ بدعات پر تحقیقی کتاب، بدعت کیا ہے؟ شائع کرائیں، اور ساتھ ہی ساتھ ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں قادیانیت کے جیب و گریبان، تصنیف فرمائی۔

افسوس تجلی کے قیمتی فائل کی طرح مذکورہ تصانیف بھی نایاب ہوگئیں اور ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے دیو بند کا مشہور مکتبہ تجلی اور برّ صغیر کا عظیم ماہنامہ تجلی، صرف تذکرہ کی حد تک ہی باقی رہ گیا۔

مولانا عامر عثمانی صاحب مرحوم منفرد انداز تحریر کے مالک تھے اور تصنیف و تحریر میں مرحوم کا جداگانہ طرز تھا۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ کسی شخص میں نثر و نظم اور خطاب و خطبات کی صلاحیت اور مہارت بیک وقت جمع ہو جائیں۔ مرحوم موصوف میں یہ تینوں صفات حیرت انگیز طور پر جمع تھیں۔ مرحوم موصوف صاحب طرز ادیب، شاعر، عظیم مصنف اور مفکر تھے۔ مرحوم اگر چہ جسمانی اعتبار سے کمزور لیکن عزم اور ارادہ کے اعتبار سے مضبوط شخص تھے۔ کسی رائے کو درست سمجھنے کے بعد سخت سے سخت مخالفت کے باوجود اس میں کسی قسم کی لچک نہیں ظاہر فرماتے تھے۔ بہر حال زندگی کے آخری ایام میں مرحوم قلب کے مریض ہوگئے تھے۔ اتفاق سے بمبئی میں ایک تاریخی مشاعرہ کا موقعہ آیا جس میں مرحوم کو شرکت کرنی تھی۔ مولانا کے متعلقین اور اہل خانہ کے سخت منع کرنے کے باوجود مرحوم مشاعرہ میں شرکت کے لئے بمبئی تشریف لے گئے۔ قلب کے مرض کا سلسلہ تو پہلے ہی سے چل رہا تھا کہ مشاعرہ کے اسٹیج پر قلب کا دورہ پڑا اور ۱۲/اپریل ۱۹۷۵ء میں اسی جگہ وفات ہوگئی۔ اور بمبئی کے مشہور قبرستان ناریل واڑی قبرستان میں تدفین ہوئی۔